مختصر، مفید اور علمی

مقالاجات

ISLAMIC
MOBILITY.COM

o نقطوں سے خالی ایک خطبہ 3
o کیا شیعہ کسی مختلف قرآن پر یقین رکھتے ہیں؟ 9
o شیعہ حضرات با جماعت تراویح کیوں نہیں پڑھتے ؟ 15
o رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ بارہ جانشین کون ہیں؟ 21
o آل رسول کی اتباع کیوں کریں؟ 26
o کیا تمام صحابہ عادل اور سچے تھے؟ 33
o کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جانشین مقرر کیا تھا 40
o آخر شیعہ کیوں؟؟ 46

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں حکمت ودانائی کا گھر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں!

(صحیح الترمذی، مصر ایڈیشن، کتاب المناقب، ج۵، ص۶۳۷، حدیث ۳۷۲۳)

نقطوں سے عاری ایک خطبہ

حضرت علی ابن ابی طالب علیہما السلام کا وسیع علم ، حکمت ودانش اور فصاحت وبلاغت مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر میں مشہور ومعروف ہے، مختلف علوم پر آپ کے کامل عبور اور خداداد دسترس کی ایک مثال یہ فی البدیہی خطبہ ہے جو (عربی رسم الخط میں) اپنی تحریری صورت میں کسی بھی نقطے کے وجود سے مکمل طور سے عاری ہے!!

الخطبة العارية عن النقطة لامام علی (علیه السلام)

الحمد لله الملك المحمود والمالك الودود مصور كل مولود مال كل مطرو ساطح المهاد وموطه الاوطاد ومرسل الا مطار ومسهل الا وطار عالم الا سرار ومدد ركها ومدمر الا ملاك ومهلكها ومكور الدهور ومكررها ومورہ الا مور ومصدرها عم سماحه و كمل ركامه وهمل وطاوع السوال والا مل اوسع الرمل وارمل احمده حمدا ممدودا واو حده كما وحد الاواه وهو الله لا اله لامم سواه ولا صادع لما عدله

وسواہ ارسل محمدا علما للا سلام واماما للحکام ومسددا للرعا ء ومعطل احکام ود وسواع اعلم وعلم وحکم واحکم اصل الاصول ومھد واکد الموعود واوعد اوصل اللہ لہ الا کرام واودع روحہ السلام ورحم آلہ واھلہ الکرام مالع رائل وملع دال وطلع ھلال وسمع اھلال۔

اعملوا رعاکم اللہ اصلح الا عمال واسلکوا مسالك الحلال واطرحوا الحرح م ودعوہ واسمعوا امراللہ وعوہ وصلوا الارحام وراعوھا وعاصوا الاھواء واردعوھا وصاھروا اھل الصلاح والورع وصارموا رھط اللھو والطمع ومصاھرکم اطھر الا ھرار مولدا واسراھم سوددا واحلاھم موردا وھاھوامکم وحل حرمکم ملکاعروسکم المکرمہ وماھر لھا کما مھر رسول اللہ ام سلمہ وھو اکرم صھر اودع الا ولاد وملك ماأراد وما سھا مملکہ ولا وھم ولا وکس ملاحمہ ولا وصم اسال اللہ لکم احماد وصالہ ودوام اسعادہ والھم کلا اصلاح حالہ والا عدادلمآلہ ومعادہ ولہ الحمد السرمد والمدح لرسولہ احمد(ص)۔

تمام تعریف اللہ ہی کے لئے زیبا ہے، جو مالک محمود، شفیق پروردگار، ہر مولود کی صورت کو تخلیق کرنے والا، تمام مظلومین کی پناہ گاہ، فرش، زمین کو بچھانے والا، پہاڑوں کو زمین پر مضبوطی سے قائم کرنے والا، بارش برسانے والا، حاجات برلانے والا، تمام اسرار ورموز کی معرفت

اور علم رکھنے والا، سلطنتوں کو زوال دینے والا، اموال کو تباہ کرنے والا، نئے ادوار کو لانے والا، اوقات کی تجدید کرنے والا، اور ہر شئ کا مصدر اور منزل ہے اس کی فیاضی وکرم ہر طرف حاوی ہے اور تہہ در تہہ ابر کرم اور اس کی طرف سے نزول باران رحمت کافی ہے، وہ مضطر وامیدوار کی سنتا ہے اور کثرت سے بخش دیتا ہے۔ میں اس سزاوار حمد وتوصیف کی بے پناہ تعریف کرتا ہوں۔ اس کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہوں جیسا کہ اس واحد ویکتا کی طرف رخ کرنے والے کرتے ہیں۔ وہ اللہ ہے جس کے سوا انسانیت کا کوئی معبود نہیں کوئی تغیر نہیں لاحق ہوسکتا اس کو، جس کو اللہ نے مضبوطی سے قائم فرمایا ہے۔ اس نے محمدؐ کو اسلام کو علمبردار، حکمرانوں کا امام اور ان کے ظلم وجبر کو روکنے والا، اور وداور سواع دو بتوں کا تسلط واختیار معطل کرنے والا بنا کر بھیجا۔ آپؐ نے علم وتربیت دی اور تکمیل تک پہنچایا۔ آپ نے اصول وقواعد کی بنیاد ڈالی اور ان کو قائم کیا آپ نے اس روز (قیامت) کے بارے میں تنبیہ کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔

اللہ نے عزت واکرام آپؐ کے ساتھ متصل کر دیا اور آپؐ کی روح کو تسکین بخشی۔

اللہ کا رحم اور سلام ہوتا رہے آپؐ کی عترت پر اور آپؐ کے سزاوار تکریم اہل وعیال پر، جب تک راہ نما ستاروں کی جگمگاہٹ باقی ہے، جب تک ماہ تاب کا طلوع ہونا باقی ہے، اور جب تک صدائے کلمہ وحدانیت (لا الہ الا اللہ) کی گونج باقی ہے اللہ تمہیں اپنی حفظ وامان میں رکھے! اعمال صالح بجالانے کی کوشش کرو، حلال کی طرف جانے والی راہ سے منسلک رہو اور ناجائز وحرام سے دور رہو، امر الہی کی طرف متوجہ رہو اقرباء سے تعلقات برقرار رکھو اور ان کو فروغ دو۔ خواہشات نفسانی کو کچل دو اور ان سے اجتناب برتو۔ صالحین ومتقین سے تمسک

اختیار کرو، محفل لہو ولعب اور طمع کی صحبت کو ترک کر دو۔ تمہارا دولہا آزاد بندوں میں حسب ونسب کے اعتبار سے بہترین، سخی وغنی، شریف وباعزت اور اعلی شجرہ والا ہے۔ اس نے تمہاری طرف پیشقدمی کی اور تمہارے والی اور اقرباء کی اجازت سے تم جیسی نیک منکوحہ بحیثیت زوجہ اپنایا، اور مہر پیش کیا جیسے رسول خداؐ نے بی بی ام سلمہؓ کو بوقت عقد پیش کیا تھا۔ یقیناً آپؐ نیک ترین و پسندیدہ داماد تھے۔ اپنی آل کے لئے شفیق تر تھے اور ان کا عقد اپنی پسند کے مطابق طے کیا، اپنی زوجہ کے انتخاب میں نہ تو۔ آپؐ الجھن کا شکار ہوئے اور نہ کسی وہم وسہر کا۔ میں اللہ کی بارگاہ میں تمہارے واسطے عرض کرتا ہوں، کہ اس سے منسلک رہنے کی دائمی نیکی وسعادت عطا ہو، اور اس کی نعمتوں کا مستقل نزول جاری رہے، اور وہ ہم سب کو اپنے رحم وکرم کی بدولت توفیق دے کہ اپنی حالت کی اصلاح کریں اور آخرت میں اپنے انجام کی طرف سے ہوشیار و تیار رہیں۔ تمام حمد وشکر تا ابد صرف اللہ کے لئے ہے اور مدح اس کے رسول احمدؐ کے لئے:

بظاہر یہ خطبہ حضرت علیؑ نے کس کی تقریب نکاح کے موقعے پر بیان فرمایا اور ممکن ہے کہ یہ آپ کے اپنے نکاح کی تقریب ہوا۔ اسے متعدد علما نے روایت کیا ہے، جیسے:

محمد رضا الحکیمی، سلونی قبل ان تفقدونی، ج ۲، ص ۳ ۔ ۲۴۶، سید الموسوی، القطرہ من بحار مناقب آل نبی و العترۃ، ج ۲، ص ۱۷۹، حسن الضلفی۔ فضائل آل الرسول، ص ۶

اس خطبہ کی ایسی کیا امتیازی خصوصیت ہے؟

جو افراد عربی زبان سے واقف ہیں یا کم از کم قرآنی تحریر کو پڑھ سکتے ہیں، وہ اس بات کی تائید کریں گے کہ عربی حروف تہجی کے بعض حروف اپنے متعلقہ نقاط پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یہ حروف ہمیشہ تحریری وتقریری عربی بیان میں استعمال ہوتے ہیں اور یہ درج ذیل ہیں۔

ش ب ت ن ض ث ق ف غ خ ج ز ظ ذ ی

ان میں سے کسی بھی حرف کو استعمال کئے بغیر ایک مکمل پر معنیٰ تحریری دستاویز تخلیق کرنا ایک محال امر ہے۔ اسی بنا پر حضرت علی علیہ السلام کا ایسا خطبہ فی البدیہی بیان کرنا جیسا کہ آپ کا انداز تھا تمام خطبات کو فی البدیہی بیان کرنا، یقیناً ایک حیرت انگیز امر ہے!

نوٹ: ایک حرف ت مربوطہ عربی تحریر کے ابتدائی دور میں بغیر نقاط کے لکھا جاتا تھا

کیا ایسے اور خطبات بھی موجود ہیں؟

حضرت علیؑ نے ایک بار ایسا ہی قابل تحسین خطبہ بیان کیا جو کہ حرف الف کے بغیر تھا!! عربی حروف تہجی کا یہ حرف بلاشک وشبہ سب سے زیادہ استعمال ہونے والا حرف ہے۔ نقاط کے بغیر چند مفہوم آمیز الفاظ تحریری کرنا ہی بہت مشکل کام ہوتا ہے چہ جائیکہ ایک ایسا خطبہ بیان کیا جائے جو کہ علم ودانش سے بھرپور ہو اور جو اس خطبہ سے کئی درجے زیادہ طویل ہو، اور جس میں حرف الف ایک دفعہ بھی استعمال نہ ہو!!

محمد بن مسلم الشافعي، كفايت الطالب، ص، ۲۴۸

ابن ابی الحدید معتزلی، شرح نهج البلاغة، جلد ۱۹، ص، ۱۴۰

حضرت علیؑ نے یہ کارنامہ کیسے انجام دیا؟

حضرت علیؑ کے وسیع علم وفصاحت اور پرتاثیر بلاغت کا منبع ہے آپؑ کی رسول اللہ کے ساتھ گہری اور طویل رفاقت! پیغمبرؐ حامل وحی الہی اور تمام علوم اور حکمت کا سرچشمہ تھے اور حضرت علیؑ کے لئے افضل ترین معلم ومدرس تھے۔

پیغمبرؐ اسلام کی تعلیمات اور حضرت علیؑ کی وضاحت کردہ تفاہیم کی روشنی میں حقیقی مذہب اسلام کے بارے میں مزید آگاہی حاصل کرنے کے لئے دیکھئے:

http://www.al-islam.org/faq

ہم نے ذکر، قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم قطعی طور پر اس کی حفاظت کریں گے۔

(القرآن، سورہ ۱۵، آیت ۹)

کیا شیعہ کسی مختلف قرآن پر یقین رکھتے ہیں؟

شیعہ حضرات پر اکثر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ یہ قرآن مجید میں تحریف پر یقین رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ قرآن میں تبدیلیاں ہوئی ہیں اور یہ وہ قرآنی آیات ہیں ہے جو رسول اللہؐ پر نازل ہوا تھا۔

یہ ہرگز سچ نہیں ہے

اوائل تاریخ اسلام سے لے کر، موجودہ صدی تک کے تمام نامور اثنا عشری شیعہ علما، کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ قرآن بلا شک وشبہ، ہر طرح کی تبدیلی اور تحریف سے مکمل طور پر محفوظ رہا ہے جن معروف علما، نے اپنی تصنیفات میں اس عقیدے کا واضح اظہار کیا ہے، ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

شیخ الصدوق (۳۸۱ھج) کتاب الاعتقادات، ص ۶۳ (تہران ۱۳۷۰ھج)

شیخ المفید (۴۱۳ھج) اوائل المقالات، ص ۶۔ ۵۵

شریف المرتضی (۴۳۶ھج) بحر الفوائد، ص ۶۹ (تہران ۱۳۱۴ھج)

شیخ الطوسی (۴۶۰ھج) تفسیر التبیان، ج ۱، ص ۳ (نجف ۱۳۷۶ھج)

شیخ الطبرسی (۵۴۸ھج) مجمع البیان، ج ۱، ص ۱ (لبنان)

محمد محسن الفیض الکاشانی (۱۰۱۹ھج) الوافی، ج ۱، ص ۴۔ ۲۷۳

اور الاصفانی تفسیر القرآن، ص ۳۴۸ بحار الانوار، ج ۸۹، ص ۷۵

محمد باقر المجلسی (۱۱۱۱ھج)

یہ عقیدہ آج تک مسلسل قائم ہے اور موجودہ صدی کے جن معروف علما نے اس عقیدے کی تصدیق کی ہے، کہ قرآن ہر طرح کی تحریف سے محفوظ ہے ان میں

سید محسن الامین العاملی (۱۳۷۱ھجری)

سید شرف الدین الموسوی (۱۳۷۷ھجری)

شیخ محمد حسین کاشف الغطاء، (۱۳۷۳ھجری)

سید محسن الحکیم (۱۳۹۰ھجری)

علامہ الطبا طبائی (۱۴۰۲ھجری)

سید روح اللہ الخمینی (۱۴۰۹ھجری)

سید ابو القاسم الخوئی (۱۴۱۳ھجری)

اور سید محمد رضا الگلپا یگانی (۱۴۱۴ھجری) شامل ھیں۔

ظاہر ہے کہ علماء کی ضخیم فہرست سے یہ مختصر سا اقتباس کسی بھی طرح مکمل نہیں ہے۔

مگر ان علماء سے قبل جو شیعہ تھے

کیا وہ سب تحریف قرآن میں یقین نہیں رکھتے تھے؟

بالکل بھی نہیں! ایک مثال عبیداللہ ابن موسیٰ العبسی (۲۱۳۔۱۲۰ھ) کی ہے، جو معروف شیعہ عالم تھے اور جنہوں نے آئمہ سے کئی روایت نقل کی ہیں جو التہذیب اور الاستبصار جیسی مشہور شیعہ کتب ہائے احادیث میں موجود ہیں۔ آپ کے بارے میں چند سنی علما کے تاثرات درج ذیل ہیں۔

بندہ متقی۔۔۔ایک اہم شیعہ عالم تھے۔یحیی ابن ماعین نے ان کو معتبر سمجھا اور ابو حاتم نے بھی

قابل اعتبار کہا ہے۔ بقول العجلی، علم قرآن پر عبور رکھتے تھے۔

(الذھبی، تذکرات الحفاظ، حیدر آباد ۱۳۳۳ھ، ج ۱ ص ۳۳۲)۔

فقہ، حدیث اور علم قرآن میں امام تھے اور ان کے کردار کا خاصہ نیکی اور تقویٰ تھا، لیکن شیعوں کے سرداروں میں سے تھے۔

(ابن العماد الحنبلی، شذرات الذھب، مصر، ۱۳۵۰ھج، ج ۲، ص ۲۹)

قابل غور بات ہے کے اگر ان علمائے اہلسنت کے خیال میں عبیداللہ تحریف قرآن میں یقین رکھتے ہوتے تو ہرگز ان کے علم قرآن کی تعریف نہیں کرتے!!

شیعہ ہونے کے باوجود عبیداللہ اتنے معتبر راوی سمجھے جاتے تھے، کہ البخاری، مسلم اور دیگر مشہور سنی محدثین نے ان کی سینکڑوں روایات اپنے احادیث کے مجموعات میں شامل کیں۔

(عقیدہ امام الحدیث البخاری، سلفی پبلیکیشنز، برطانیہ ۱۹۹۷، ص ۸۹۔ ۱۸۷)

.The creed of the Imaam of Hedeeth al)

89.pp.87(Bukhari(Salafi Publications,UK,1997

لیکن کیا شیعہ

مصحف فاطمہ میں یقین نہیں رکھتے ہیں جو قرآن سے تین گناہ زیادہ ضخیم ہے؟

قرآن مجید ایک مصحف کتاب ہے، لیکن ضروری نہیں کہ ہر مصحف قرآن بھی ہو!! فاطمہ کے قرآن کا کوئی وجود ہیں ہے، مصحف فاطمہ ایک کتاب ہے جو جناب فاطمہؑ نے وصال رسولؐ کے بعد لکھی یا لکھوائی تھی، یہ ہرگز قرآن کا حصہ نہیں اور احکام الٰہی اور شرعی مسائل میں اس کا کوئی دخل نہیں ہے۔

لیکن کیا شیعہ احادیث کے مجموعات میں ایسی احادیث نہیں ہیں

جن میں موجودہ آیات قرآن میں اضافی الفاظ ہونے کا ذکر ملتا ہے؟

کچھ مقامات پر برائے تشریح، اضافی الفاظ کا ذکر کیا گیا ہے لیکن اس سے اصل عبارت قرآن میں تحریف نہیں بلکہ مضمون کی تفسیر کی گئی ہے اور یہ شیعہ اور سنی دونوں کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر درج ذیل اقتباسات ملاحظہ ہوں، جو مشہور سنی تفاسیر قرآن میں ہیں۔

ابی ابن کعب اس طرح پڑھتے تھے اور جن عورتوں سے متعہ کرو ایک مقررہ مدت کے لئے، تو ان کا حق مہر جو تم پر واجب ہے انہیں ادا کرو۔

(القرآن سورہ ۴، آیت ۲۴)

اور ابن عباس کی بھی یہی قرائت تھی۔

(فخر الدین الرازی مفاتیح الغیب، (تفسیر کبیر)، بیروت ۱۹۸۱، ج۹ ص ۵۳)۔

ابن کثیر تفسیر القرآن العظیم، بیروت ۱۹۸۷، ج۲ ص ۲۴۴۔

ابن کثیر کی تفسیر میں ایک حاشیہ میں وضاحت کی گئی ہے کہ مندرجہ بالا آیت میں جن اضافی الفاظ کی نشاندہی کی گئی ہے وہ قرآن میں شامل نہیں ہیں اور صحابہ رسول یہ الفاظ فقط تشریح اور تفسیر کی غرض سے پڑھتے تھے۔

ابن مسعودؓ نے فرمایا: رسول اللہ کے زمانے میں ہم اس طرح پڑھا کرتے تھے: اے پیغمبرؐ کامل طور سے لوگوں تک پہنچا دیجئے جو کچھ آپؐ کے پروردگار کی طرف سے آپؐ پر نازل ہوا ہے کہ علیؑ تمام مومنین کے مولا ہیں، اور اگر یہ نہ کیا تو گویا کار رسالت سرانجام ہی نہیں دیا۔

(القرآن، سورہ ۵، آیت ٦٧)(جلال الدین السیوطی، در المنثور، ج ۲، ص ۲۹۸)۔

یہاں بھی اضافی الفاظ قرآن میں شامل نہیں، بلکہ صحابی رسولؐ ابن مسعود اسباب نزول آیت

واضح کرنے کے لئے برائے تفسیر پڑھا کرتے تھے۔

مگر ان روایات کا کیا کیا جائے جن میں ایسی آیات کا ذکر ہے، جو اب قرآن میں شامل نہیں؟

شیعہ کسی بھی مصنف مفسر یا راوی کو غلطیوں سے بالاتر نہیں سمجھتے اور اسی بنا پر کسی بھی احادیث کے مجموعے کو غلطیوں سے محفوظ نہیں سمجھتے واحد کتاب جو ہر طرح کی غلطیوں سے پاک ہے وہ قرآن مجید ہے۔ ایسی احادیث کو عموماً ضعیف سمجھا جاتا ہے اور یا پھر ان سے مراد حدیث قدسی کا ذکر لیا جاتا ہے۔

یہاں ایک دلچسپ نکتہ قابل غور ہے، کے ایسی کئی روایات صحیح البخاری اور صحیح مسلم میں پائی جاتی ہیں جن کے بقول کئی آیات موجودہ قرآن میں سے غائب ہیں

البخاری، الصحیح، ج۸ ص۲۰۸ مسلم الصحیح، ج۳ ص۱۳۱۷)

نہ صرف یہ بلکہ کئی روایات اہلسنت میں کہا گیا ہے، کہ قرآن میں سے دو سورے غائب ہیں جن میں سے ایک سورۃ برات سورہ۹) جتنا طویل ہے

(مسلم الصحیح کتاب الذکوۃ، ج۲، ص۷۲۶)

کچھ روایات اہلسنت میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ سورہ احزاب (سورہ ۳۳) طوالت میں سورہ بقرہ سورہ ۲) کے برابر تھی!! سورہ بقرہ قرآن مجید کا طویل ترین سورہ ہے۔ صحیح البخاری اور مسلم میں تو ان آیات کی تفصیلات تک موجود ہیں جو کہ اب قرآن میں نہیں ملتیں۔

(البخاری، الصحیح، ج۸ ص۲۰۸

باوجود اس سب کے، خوش قسمتی سے شیعوں نے کبھی برادران اہلسنت پر یہ الزام نہیں لگایا کہ

وہ تحریف قرآن پر یقین رکھتے ہیں، بلکہ ہم نے ہمیشہ یہی کہا ہے کہ یہ روایات ضعیف ہیں یا گھڑی ہوئی ہیں۔

نتیجہ:

یہ ہمارا عقیدہ ہے کہ جو قرآن اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد مصطفیٰؐ پر نازل فرمایا، وہ بالکل وہی ہے جو ان جلدوں کے درمیان آج لوگوں کے پاس موجود ہے اور اس سے قطعی زیادہ نہیں۔اور جو یہ کہتا ہے کہ ہم قرآن کو اس سے زیادہ سمجھتے ہیں، وہ کاذب ہے۔

(الصدوق، کتاب الاعتقادات، تہران، ۱۳۷۰ھج ص ۶۳

انگریزی ترجمہ: The Shiite Creed عقیدہ شیعہ،

ترجمہ اے اے اے فائزی، کلکتہ ۱۹۴۲، ص ۸۵)

دین حق کے بارے میں مزید جاننے کے لئے دیکھئے،

http://www.al-islam.org/faq

ارشاد باری تعالیٰ: (اے رسول) اور رات کے خاص حصے میں نماز تہجد پڑھا کرو۔ یہ زیادتی آپ کے لئے ہے، قریب ہے کہ (قیامت کے دن) خدا تم کو مقام محمود تک پہنچائے۔

(سورہ ۱۷، آیت ۷۹)

رسول خدا (ص) نے فرمایا: جس نے ماہ رمضان کی راتوں میں قیام اللیل کیا خلوص دل اور اللہ تعالیٰ سے ثواب پانے کی خاطر، اس کے تمام پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔

(صحیح البخاری، جلد ۳، کتاب ۳۲، نمبر ۲۲۶)

شیعہ حضرات
باجماعت تراویح کیوں نہیں پڑھتے ؟

اہل سنت حضرات عام طور پر رات کی خاص نماز تراویح کو رمضان کے مہینے میں جماعت کے ساتھ ادا کرنے کو سنت خیال کرتے اور مانتے ہیں۔ شیعہ حضرات کو اگرچہ اس طرح کے نوافل کی ترغیب ہے۔ لیکن ان کو باجماعت پڑھنے کا حکم نہیں ہے۔ شیعوں کا یہ عمل رسول اللہ کے احکام اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے عین مطابق ہے۔

برادران اہل سنت ماہ رمضان میں بعد از نماز عشاء باجماعت نماز تراویح پڑھتے ہیں۔ وہ نماز میں کھڑے ہوتے ہیں اور قرآن مجید کی تلاوت سنتے ہیں۔ اللہ ان کے پرخلوص ارادے اور

عمل کا ثواب عطا فرمائے۔

لیکن قرآن حکیم نے اور نہ ہی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رمضان کی راتوں کی اس عبادت کو باجماعت پڑھنے کا حکم دیا اور نہ ہی ذکر کیا۔ یہ مسلمانوں نے بعد میں خود اختیار کیا۔

لفظ تراویح جمع ہے لفظ ترویحہ، کی جس کے معنی میں ہر چار رکعات نماز کے درمیان ایک چھوٹا سا آرام کا وقفہ کرنا۔ بعد میں رمضان کی ان باجماعت نمازوں کو تراویح کہا جانے لگا۔

تراویح کی باجماعت نماز کی ابتداء کہاں سے ہوئی۔

دراصل یہ مانی ہوئی حقیقت ہے کہ رمضان کی راتوں کی یہ باجماعت نماز کے شروع کرنے کا سہرا خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب کے سر جاتا ہے یہ ان ہی کے حکم سے ہوا ہے۔

ابو ہریرہ نے کہا کہ رسول خدا نے فرمایا کہ: جو بھی رمضان کے مہینے میں خلوص دل اور پختہ ایمان سے اللہ سے ثواب کی امید لئے نماز پڑھتا ہے۔ تو اس کے پچھلے سارے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ ابن شہاب (جو اس حدیث کے راوی ہیں) کہتے ہیں کہ: جب اللہ کے رسول کا انتقال ہوا تو لوگ اس نفل نماز کو فرادیٰ (انفرادی طور پر) پڑھتے رہے۔ جماعت کے ساتھ نہیں۔ اور خلیفہ اول کے دور تک ایسا ہی رہا، حتی کہ حضرت عمر خلیفہ دوم کے ابتدائی دور خلافت میں بھی۔ عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے بتایا کہ میں حضرت عمر بن الخطاب کی رفاقت میں ماہ رمضان کی ایک شب مسجد گیا اور دیکھا کہ لوگ مختلف گروہوں میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ کچھ لوگ تنہا پڑھ رہے ہیں اور کچھ لوگ چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں۔ حضرت عمر نے کہا

میرے خیال میں ان لوگوں کو یکجا کر کے ایک قاری کے پیچھے کھڑا کر دینا چاہیے۔ لہٰذا انہوں نے طے کیا کہ انہیں ابی ابن کعب کی امامت میں باجماعت کھڑا کر دیا جائے۔ پھر ایک رات دوبارہ ان کی معیت میں مسجد گیا تو دیکھا کہ لوگ ایک امام کے پیچھے یہی نماز پڑھ رہے ہیں۔ اس پر حضرت عمر نے کہا کہ یہ ایک بدعت حسنہ ہے (مذہب میں تبدیلی)۔ لیکن وہ نماز جو یہ نہیں پڑھتے اور اس وقت سوئے رہتے ہیں، وہ اس نماز سے بہتر ہے جو یہ ادا کر رہے ہیں۔ ان کا مطلب تھا وہ نماز جو شب کے آخری حصے میں پڑھی جاتی ہے (یعنی تہجد کی نماز)

۔صحیح بخاری، جلد۳، کتاب، ۳۲، نمبر ۲۲۸)

اس کو بدعت اس لئے کہا گیا کہ رسول اللہؐ اس طرح کی نوافل باجماعت نہیں پڑھتے اور نہ ہی یہ پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر کے زمانے میں اور نہ ہی رات کے ابتدائی حصوں میں اور نہ ہی اتنی رکعتوں میں۔

(قسطلانی، ارشادالساری، شرح صحیح البخاری، جلد۵، صفحہ۴)

(النووی شرح صحیح مسلم، جلد۶ صفحہ۲۸۸)۔

حضرت عمر وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ماہ رمضان کی شب میں تراویح شروع کی۔ انہوں نے لوگوں کو اس کے لئے اکٹھا کیا اور مختلف مقامات پر اس کے پڑھنے کا حکم جاری کیا۔ اور یہ سلسلہ ماہ رمضان، ۱۴ ہجری میں شروع ہوا۔ اور انہوں نے تراویح میں عورتوں اور مردوں کی امام کے لئے قراء (حافظ قرآن) مقرر کیے۔

(ابن سعد، کتاب الطبقات، جلد۳ صفحہ۲۸۱)، (السیوطی، تاریخ خلفاء، صفحہ۱۳۸)، علامہ العینی، عمدۃ القاری فی شرح البخاری، جلد۶ صفحہ۱۲۵)

نفل نماز: مسجدوں میں باجماعت یا گھروں میں فرادیٰ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکید کی تھی اور فرمایا تھا کہ نفل نمازوں کے اپنے اپنے گھروں میں پڑھنا اس بات سے بہ نسبت بہتر ہے کہ مسجد میں ادا کی جائیں۔ یہ صاحب خانہ اور گھر پر برکتیں نازل ہونے کا سبب بنتی ہیں۔ اور بچوں کی اسلامی تربیت اور ترغیب میں کافی مددگار ثابت ہوتی ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اے لوگوں اپنی نمازیں اور عبادات اپنے اپنے گھروں میں ادا کرو کیونکہ بہترین عبادت وہ ہے جو انسان اپنے گھر میں بجالاتا ہے۔ سوائے (باجماعت) فرض نمازوں کے۔

(صحیح بخاری، جلد ۹ کتاب ۹۶، نمبر ۳۹۳، نسائی، سنن، جلد ۳ ص ۱۶۲، ص ۱۹۸)

ایک دفعہ عبداللہ ابن مسعود نے رسول خدا سے دریافت کیا کہ بہتر کیا ہے گھر میں کرنے والی عبادت یا مسجد میں؟ آپؐ نے فرمایا: کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرا گھر مسجد سے کتنا نزدیک ہے؟ لیکن پھر بھی اپنے گھر عبادت کرنا مجھے زیادہ محبوب ہے بہ نسبت مسجد کے، سوائے فرض نمازوں کے۔

(سنن ابن ماجہ، جلد ۱ ص ۳۹:: نمبر ۱۳۸۸)

زید بن ثابت راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھوٹا سا کمرہ کھجور کے پتوں کا بنایا تھا۔ (ایک شب) آپ اپنے گھر سے نکلے اور اس جگہ نماز ادا کرنے لگے۔ کچھ دوسرے لوگ آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہوگئے۔ دوسری شب پھر لوگ نماز میں شریک ہونے کے لئے آپ کے پاس آئے۔ لیکن آپ نے تاخیر کی اور نہیں آئے۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنی اپنی آوازیں بلند کی

اور دروازے پر چھوٹی چھوٹی کنکریاں پھینکنے لگ گئے۔۔آپ غصے کی حالت میں باہر تشریف لائے اور ان لوگون کو تنبیہ کی کہ تم لوگ اپنے اسی فعل پر اصرار کررہے ہو۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ تم لوگوں پر فرض نہ ہوجائے۔اس لئے تم لوگ یہ نماز اپنے اپنے گھروں میں ادا کیا کرو، اس لئے کہا آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جو کہ وہ گھر میں بجالائے،سوائے فرض باجماعت نمازوں کے۔

(صحیح البخاری، جلد۸، کتاب،۸۳،نمبر ۱۳)

کیا شیعہ آئمہ نے کبھی تراویح پڑھی؟

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ کیا نوافل نمازوں کو جماعت کے ساتھ پڑھا جاسکتا ہے،رمضان کی راتوں میں۔ دونوں حضرات نے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث کا حوالہ دیا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

بیشک نوافل نمازیں ماہ رمضان کی راتوں میں جماعت کے ساتھ پڑھنا بدعت ہے۔۔۔ اے لوگو!میں رمضان کی نافلہ نمازیں جماعت کے ساتھ نہیں پڑھتا۔۔بلاشبہ ایسی چھوٹی عبادت کا کرنا، جو کہ سنت کے مطابق ہے، اس بڑی عبادت سے بہتر ہے جو بدعتی ہے(یعنی سنت کے خلاف ہے)۔

(الحر العاملی،وسائل الشیعه،جلد۸،صفحه۴۵)

آئمہ اہلبیت کا تراویح کے متعلق یہ نظریہ اتنا عام تھا کہ اہلسنت کے ایک مشہور عالم نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔آلِ رسولؐ کے مطابق تراویح ایک بدعت ہے۔

(الشوکانی۔ نیل الاوطار،جلد۳ص ۵۰)

سنی علماء کا تراویح کا گھروں میں پڑھنے کے بارے میں کیا کہنا ہے:

علماء اس بات پر تو متفق ہیں کہ یہ ایک نیک عمل ہے، مگر ان میں اس بات پر اختلاف ہے کہ آیا کہ اسے گھروں میں انفرادی طور پر پڑھا جائے یا پھر مسجد میں با جماعت۔ النووی (جنہوں نے صحیح مسلم کی شرح لکھی ہے) نے پھر ان علماء کی ایک فہرست ترتیب دی ہے جو کہ اس دوسرے اور غالب نظریہ کی حمایت کرتے ہیں۔ پھر وہ لکھتے ہیں: مالک ابو یوسف کچھ شافعی علماء اور دیگر علماء کہتے ہیں کہ یہ بہتر ہے کہ اسے گھروں میں انفرادی طور پر پڑھا جائے۔

(النووی، شرح صحیح مسلم، جلد٦، صفحه ٢٨٦)

حاصل کلام:

شیعہ حضرات رات کی نماز جسے تہجد یا قیام اللیل (نماز شب) کہا جاتا ہے، اسے سارے سال رات کے آخری حصے میں پڑھتے ہیں، خاص طور پر ماہ رمضان میں۔ ان کے ہاں ماہ رمضان میں تہجد کے علاوہ بھی نفل نمازیں ادا کرنے کی رغبت دی جاتی ہے۔ تاہم، یہ اپنی نفل نمازیں گھروں میں ادا کرتے ہیں (اور اگر مسجد میں بھی پڑھنی پڑے تو کبھی با جماعت نہیں ادا کرتے)۔ اور ایسا کر کے یہ صحیح معنوں میں قرآن اور سنت کی پیروی کرتے ہیں۔

صحیح اسلام کو جاننے کے لئے تشریف لائیے:

http://www.al-islam.org/faq

جابر بن سمرۃ سے روایت ہے: میں نے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو کہتے سنا: میرے بعد بارہ امیر ہوں گے۔اس کے بعد آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ایک جملہ کہا جو میں نے نہیں سنا، میرے والد نے کہا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: وہ سب قریش سے ہوں گے۔

(صحیح بخاری (انگریزی)حدیث 9:329، کتاب الاحکام)

(صحیح بخاری (عربی)، حدیث 4:165، کتاب الاحکام)۔

رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا:

دین اسلام ساعت قیامت تک جاری رہے گا، تمہارے لئے بارہ خلفا کے ساتھ وہ سب قریش سے ہوں گے۔

(صحیح مسلم (عربی)

کتاب الامارۃ (طبع سعودی عرب 1980)، جلد 3، صفحہ 1453 حدیث نمبر 10)

رسول صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے یہ بارہ جانشین کون ہیں؟

(مذکورہ صفات کے حامل خلفاء) کو گنیں، تو یہ تعداد بڑھ جاتی ہے۔ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 6:249 سیوطی، تاریخ الخلفاء، صفحہ 11۔

ابن کثیر:

جولوگ بیہقی سے اتفاق کرتے ہیں کہ حدیث میں مذکورہ بارہ خلفاء سے مراد وہ خلفاء ہیں جو تسلسل کے ساتھ ولید بن یزید بن عبدالملک فاسق کے زمانے تک آنے تو یہ ہماری نقل کردہ اس حدیث کے زمرے میں آتا ہے جس میں ایسے لوگوں پر تنقید اور مذمت کی گئی ہے۔ اور اگر ہم ابن زبیر کی خلافت کو عبدالمالک سے پہلے تسلیم کر لیں، تو کل تعداد سولہ ہو جاتی ہے۔ جبکہ ان کی تعداد عمر بن عبدالعزیز سے پہلے بارہ ہونی چاہیے اس طریق پر عمر بن عبدالعزیز کی بجائے یزید ابن معاویہ کو شمار کیا جائے گا، لیکن علماء کی اس بات پر اتفاق ہے کہ عمر بن عبدالعزیز ایک برحق اور عادل خلیفہ تھے۔ ابن کثیر، البدایہ والنہایہ، 6:249-250

سنی علماء کیا کہتے ہیں:

ابن العربی:

ہم نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بارہ امراء کو شمار کیا ہے ہم نے درج ذیل کو پایا:

ابوبکر، عمر، عثمان، علیؑ، حسنؑ، معاویہ، یزید، معاویہ ابن مروان بن محمد بن مروان، السفاح۔۔۔۔اس کے بعد بنی عباس سے ستائیں خلفاء تھے۔

اگر ہم ان میں سے بارہ کو دیکھیں تو ہم صرف سلیمان تک پہنچ سکتے ہیں۔ اگر ہم اس کے لغوی معنی کو دیکھیں تو ان میں فقط پانچ ہیں، جو کہ چار خلفاء راشدین اور عمر بن عبدالعزیز ہیں۔ میں اس حدیث کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔

ابن العربی، شرح سنن الترمذی۔ مذی 9:68-69۔

قاضی عیاض الیحسوبی:

خلفاء کی تعداد اس سے زیادہ ہے۔ ان کی تعداد کو بارہ تک محدود کرنا غلط ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں کہا کہ وہ صرف بارہ ہی ہوں گے اور مزید کی کوئی گنجائش نہیں۔

الجوینی یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور کی اولاد میں سے نو امام طاہر اور معصوم ہیں۔

الجوینی، فرائد السمطین، مونسته المحمودی، طبع بیروت 1978، صفحه 160۔

اسلام کے تمام مکاتب فکر میں سے صرف شیعہ امامیہ اثناعشری ان افراد کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ برحق جانشین مانتے ہیں، اور ان سے اسلام کی تفہیم حاصل کرتے ہیں۔

ابن الجوزی:

بنی امیہ کا پہلا خلیفہ یزید ابن معاویہ اور آخری مروان الحمار ہے۔ انکی کل تعداد تیرہ ہے۔ عثمان، معاویہ اور ابن زبیر کو شامل نہیں کیا گیا کیونکہ وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں۔ اگر ہم مروان بن حکم کو اس کے صحابی ہونے کے تنازعہ کے باعث نہ شامل کریں یا اس لئے کہ وہ عبداللہ بن زبیر کی عوامی حمایت کے باوجود اقتدار میں رہا، تو ہم بارہ کا عدد حاصل کر سکتے ہیں۔۔۔ جب خلافت بنی امیہ سے نکلی تو بہت فساد ہوا، جب تک کہ بنی عباس نے خود کو مستحکم نہ کرلیا۔ اس طرح حالات مکمل طور پر تبدیل ہو گئے۔ الجوزی، کشف المشکل جیسا کہ ابن حجر العسقلانی، فتح الباری 16:340 میں سبط الجوزی سے نقل کیا گیا۔

النووی:

احتمالا اس بارہ آئمہ سے مراد وہ آئمہ ہیں جو اسلام کے دور عظمت میں ہوں گے، جب اسلام ایک حاوی مذہب ہوگا۔ یہ خلفاء آئمہ اپنے ازمنہ میں اسلام کو سر بلند کریں گے اور مسلمانوں کو یکجا کریں گے۔

النووی، شرح صحیح مسلم 12:202۔203۔

کیا آپ تذبذب کا شکار ہیں؟

ہمیں یہ واضح کرنے کے لئے کہ یہ بارہ جانشین، خلیفہ، امیر اور امام درحقیقت کون ہیں، ایک اور سنی عالم کی ضرورت ہے۔ مشہور عالم الذہبی تذکرۃ حفاظ جلد 4، صفحہ 298، اور ابن حجر العسقلانی، درالکامنہ، جلد 1، صفحہ 67 میں لکھتے ہیں کہ صدرالدین ابراہیم بن محمد بن حمویہ الجوینی الشافعی حدیث کے ایک عظیم عالم تھے۔ یہی الجوینی عبداللہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں انبیاء مرسلین کا سردار ہوں، اور علی جانشینوں وصیین کے سردار ہیں۔ اور میرے بعد میرے جانشین بارہ ہوں گے۔ ان میں سے پہلے علیؑ ہیں، اور آخری القائم المہدی) ہیں۔

الجوینی ابن عباس سے یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یقینا میرے بعد میرے خلفاء اور میرے نائبین، اور اللہ کی مخلوق پر اس کی حجت بارہ ہیں۔ ان میں سے پہلا میرا بھائی، اور آخری میرا بیٹا میری اولاد میں سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا: اے رسول اللہؐ، آپ کا بھائی کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی ابن ابی طالبؑ۔ پھر پوچھا: اور آپ کا بیٹا کون ہے؟ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مہدیؑ، وہ جو زمین کو اس طرح عدل اور انصاف سے بھر دے گا جیسے وہ ظلم و جور سے بھری ہوگی۔ اور اسکی قسم جس نے مجھے خبردار

کرنے والا اور خوشخبری سنانے والا بنا کر بھیجا ہے، اگر دنیا کا ایک دن بھی باقی ہوا، تو اللہ اس دن کو طویل کر دے گا یہاں تک کہ وہ میرے فرزند مہدی کو بھیج دے۔ پھر وہ اللہ عیسیٰؑ ابن مریم کو نازل کرے گا اور وہ ان مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ زمین اپنے رب کے نور سے منور ہو جائے گی، اور اس کی سلطنت مشرق و مغرب تک پھیل جائے گی۔

مستند اسلام کے بارے میں مزید جاننے کے لئے وزٹ کریں:

http://www.al-islam.org/faq

بیشک اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ ہر طرح کی ناپاکی کو اے اہل بیت آپ سے دور رکھے اور آپ کو ایسے پاک رکھے جیسے پاک رکھنے کا حق ہے۔

(آیت تطہیر 33:33)

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کے صحابہ نے پوچھا: ہم آپ پر درود کیسے بھیجا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہو: اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آلِ پر درود بھیج، جس طرح تو نے ابراہیمؑ اور ان کی آل پر درود بھیجا، بے شک تو لائق حمد اور عظمت والا ہے۔

(صحیح بخاری، جلد4 باب 55 نمبر 589)

آل رسول کی اتباع کیوں کریں؟

اہل تشیع کا عقیدہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عترت قرآن اور اہل بیت خاندان رسالت کے چیدہ افراد ہیں۔ سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معتبر منبع اہل بیت ہی ہیں۔ ایک مسلمان حقیقی ہدایت پانے کی امید تبھی کرسکتا ہے جب وہ ان دونوں ذرائع سے احکامات حاصل کرے۔

اہل بیتؑ میں کون شامل ہیں؟

خاندان رسالت کو اہل بیتؑ، عترت اور آل کے طور پر جانا جاتا ہے۔ جن میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی بیٹی فاطمہؑ، ان کے خاوند امام علیؑ، اور ان کے بچے امام حسنؑ اور حسینؑ شامل ہیں۔ خاندان رسالت کے یہی پانچ ارکان، جس کے سربراہ رسول خود تھے، اس وقت زندہ تھے جب رسول پر ان کی فضیلت کے بارے میں آیات نازل ہو رہی تھیں۔ البتہ امام حسینؑ کی اولاد میں سے نو آئمہ بھی اس منتخب کردہ خاندان کا حصہ ہیں، جن میں آخری امام مہدیؑ ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میراث:

میں عنقریب (موت کی پکار) پر لبیک کہنے والا ہوں۔ بتحقیق میں اپنے پیچھے دو قیمتی چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: کتاب اللہ، اور اہل بیتؑ، بیشک یہ دونوں کبھی علیحدہ نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوض کے کنارے وہ واپس مجھ سے آملیں۔

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ مستند حدیث 30 سے زیادہ سے زیادہ صحابہ سے مروی ہے، اور سنی علما کی بڑی تعداد نے اسے نقل کیا ہے۔ اس حدیث کے کچھ مشہور حوالہ جات یہ ہیں۔

الحاکم النیشاپوری، المستدرك علی الصحیحین(بیروت)، جلد 3، صفحات 109-110-148، اور 533)۔

انہوں نے اس روایت کی بخاری اور مسلم کے معیار کے مطابق صحیح قرار دیا، الذہبی نے ان کے فیصلے کی تائید کی۔

مسلم، الصحیح، انگریزی ترجمہ باب 031، حدیث نمبر 3-5920

الترمذی، الصحیح جلد 5، صفحہ 2-621، حدیث نمبر 3786 اور 3788، جلد 2 صفحہ 219

النسائی، خصائص علی بن ابی طالب، حدیث نمبر 79

احمد بن حنبل، المسند، جلد 3 صفحات 14، 17، 26 جلد 3 صفحہ 26، 59، جلد 4، صفحہ 371، جلد 5، صفحات 2-181، 189-190

ابن الاثیر، جامع الاصول، جلد 1، صفحہ 277

ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، جلد 5۔ صفحہ 209،

وہ الذہبی کی حدیث کا تذکرہ کرتے ہیں اور اس حدیث کو صحیح قرار دیتے ہیں۔

ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، جلد 6، صفحہ 199

ناصر الدین الالبانی ، سلسلۃ الا حادیث الصحیحہ کویت الدار السلفیۃ ، جلد 4، صفحات 8۔ 355۔ انھوں نے بہت سے سلسلہ ھائے روایان کی فھرست درج کی ھے جنھیں وہ معتبر سمجھتے ھیں۔

اس حدیث کے حوالہ جات کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان سب کو یہاں درج کرنا ممکن نہیں۔

کیا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا

کہ میں اپنے بعد اللہ کی کتاب اور اپنی سنت چھوڑے جا رہا ہوں؟

یہ ایک عام غلط فہمی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری خطبہ سے منسوب کیے گئے اس قول کی کوئی قابل اعتماد بنیاد نہیں ہے، یہ قول صحاح ستہ میں سے کسی میں بھی درج نہیں ہے مالک کی موطا ابن ہشام کی سیرت رسول اللہ اور تاریخ طبری میں پائی جانے والی روایات کی اسناد نامکمل ہیں۔ کچھ اور روایات جن کی اسناد مکمل ہیں۔ جو کہ بہت کم ہیں۔ ان سب کے راوی اہل سنت علماء رجال کے نزدیک انتہائی نا قابل اعتبار ہیں۔ تحقیق میں دلچسپی رکھنے والے حضرات متعلقہ کتاب کا مطالعہ کر کے ان غیر معمولی حقائق کی تصدیق کر سکتے ہیں۔

یاد رہے کہ ہرگز یہ تجویز نہیں کیا جا رہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع نہ کی جائے۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چاہتے ہیں کہ مسلمان اہل بیت کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کے قابل اعتبار، خالص اور غلطی سے پاک منبع کے طور پر رجوع کریں۔

جب یہ آیت اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ دیجئے کہ میں تم سے اس اللہ کا پیغام پہنچانے کا کوئی اجر طلب نہیں کرتا سوائے قربیٰ سے محبت کے ۔(آیت 23، سورہ شوریٰ)، نازل ہوئی تو مسلمانوں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: آپ کے وہ قرابت دار کون ہیں جن سے محبت ہم پر فرض ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا، علیؑ، فاطمہؑ اوران کے دو بیٹے ۔

الحاکم النیشابوری، المستدرك علی الصحیحین جلد 2، صفحہ 444

القسطلانی، ارشاد الساری شرح صحیح البخاری جلد 7 صفحہ 331

السیوطی، الدر المنثور، جلد 6، صفحہ 7۔6

الالوسی البغدادی، روح المعانی، جلد 25، صفحہ 2۔31

اہل بیت کے مقام فضیلت اور حقانیت کی مزید تصدیق قرآن کے ذریعے نجران کے عیسائیوں کے ساتھ اختلاف کے دوران ہوئی تھی ۔ جب یہ آیت نازل ہوئی ۔

آپ کے پاس علم آجانے کے بعد بھی اگر یہ لوگ آپ سے جھگڑا کریں تو آپ کہہ دیں: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، ہم اپنی بیٹیوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنی بیٹیوں کو بلاؤ، ہم اپنے نفسوں کو بلاتے ہیں تم اپنے نفسوں کو بلاؤ، پھر دونوں فریق اللہ سے دعا کریں کہ جو جھوٹا ہو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ آیت 61، سورہ آل عمران)۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کو بلایا اور کہا: اے اللہ، یہ میرا خاندان (اہل) ہیں ۔

مسلم الصحیح، انگریزی ترجمہ)، باب 031، حدیث نمبر 5915

الحاکم النیشابوری، المستدرك علی الصحیحین، جلد 3، صفحہ 150 ...

وہ کہتے ہیں کہ یہ بخاری اور مسلم کے معیار کے مطابق صحیح ہے ۔

ابن حجر العسقلانی، فتح الباری شرح صحیح البخاری، جلد 7، صفحہ 60

الترمذی الصحیح، کتاب المناقب، جلد 5، صفحہ 596

احمد بن حنبل، المسند، جلد 1، صفحہ 185

السیوطی، تاریخ الخلفاء الراشدین، (لندن 1995)، صفحہ 176

کیا اہل بیتؑ کا احترام کافی نہیں ہے؟

کیا قرآن کا صرف احترام کرنا کافی ہے؟ یقیناً مسلمانوں کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں کہ وہ اپنے تمام معاملات میں، ہدایت الٰہی کے طور پر، اس کی اتباع کریں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ورثے میں مسلمانوں کے لئے دو چیزیں چھوڑ کر گئے ہیں، اور یہ وعدہ کر گئے ہیں کہ یہ روز آخرت تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گی۔ اہل بیت کو قرآن کے ساتھ متصل کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں یہ بتایا کہ صرف ان کا احترام ہی کافی نہیں ہے، بلکہ ان سے اسلامی نظریات، اعمال، حدیث اور تفسیر کی وضاحت بھی حاصل کرنی چاہیے۔

"میرے اہل بیت کشتی نوح کی مانند ہیں جو اس پر سوار ہو گیا وہ بچ گیا اور جس نے ان سے منہ موڑا وہ غرق ہو گیا"

الحاکم النیشا بوری، المستدرک علی الصحیحین، جلد 3، صفحہ 151، اور جلد 2، صفحہ 343، ان کیا بیان ہے کہ مسلم کے معیار کے مطابق یہ صحیح حدیث ہے۔

السیوطی الدر المنثور، الجزء 1، الصفحۃ 71-72

ابن حجر المکی، الصواعق المحرقۃ، صفحہ 140

ان کے بیان کے مطابق یہ روایت متعدد سلسلہ ہائے روایان کے ذریعہ پہنچتی ہے جو کہ ایک دوسرے کو مضبوط بناتے ہیں۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

☆ میں، علی، حسن وحسین اور حسین کی اولاد میں سے نو آئمہ ہی طاہر اور معصوم ہیں۔

الجوینی، فرائد السمطین، بیروت 1978 ص 160 ،یادرھے کہ بحیثیت عالم الجوینی کی عظمت الذھبی کی تذکرہ حفاظ جلد4ص298 اور ابن حجر العسقلانی نے الدر الکامنہ جلد1ص67میں بیان کی ھے

☆ میں انبیاء کا سردار ہوں اور علی ابن ابیطالب میرے جانشینوں کے سردار ہیں اور میرے بعد میرے جانشین بارہ ہونگے پہلے جانشین علی ابن ابیطالب اور آخری مہدی ہونگے۔

الجوینی، فرائد السمطین ص160

☆ مہدی ہم اہل بیتؑ میں سے ایک ہیں اور مہدی میرے خاندان سے ہوگا۔ فاطمہ کی اولاد میں سے،

ابن ماجه، السنن جلد2ص519 حدیث6، ابوداؤد السنن جلد2ص207

ازواج رسول کے بارے میں کیا ہے؟

آیت تطہیر، بیشک اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ ہر طرح کی ناپاکی کو اے اہل بیت آپ سے دور رکھے اور آپ کو ایسے پاک رکھے جیسے پاک رکھنے کا حق ہے۔ رسول پر ان کی زوجہ ام سلمی (رضی اللہ عنہا) کے ہجرے میں نازل ہوئی؛ رسول نے حسنؑ، حسینؑ، فاطمہؑ اور علی کو بلایا، ان کو اکٹھا کیا، اور چادر اڑھادی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا: اے اللہ یہ میرے اہل بیتؑ ہیں، پس اہل بیت سے ہر نجاست کو دور رکھ، اور انہیں کامل تطہیر کے ذریعے پاک کردے۔ ام سلمی (رضی اللہ عنہا) نے کہا: اے رسول اللہ کیا میں بھی ان میں شامل ہوں؟ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے مقام پر ہو، اور تم خیر پر ہو۔

الترمذی، الصحیح، جلد5، صفحه 351 اور 663

الحاکم النیشابوری، المستدرک علی الصحیحین، جلد2، صفحه 416

وہ کہتے ہیں کہ یہ بخاری کے معیار کے مطابق صحیح ہے۔

السیوطی، الدر المنثور، جلد5، صفحہ 167

آیت نمبر کی ابتدا اور بعد میں آنے والے بیان میں ازواج رسول کو مخاطب کیا گیا ہے، جیسا کہ مونث ضمائر سے ظاہر ہے۔ البتہ آیۃ تطہیر میں جنس مونث سے مذکر یا مرکب میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ ایک علیحدہ آیت ہے جس میں مختلف لوگوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔

مندرجہ ذیل سائٹ پر، اہل بیت کے بیان کردہ مستند اسلام کے بارے میں مزید جانیے:

http://www.al-islam.org/faq

خاندان رسالت کے بارے میں اتنا خاص کیا ہے؟

اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کے بارے میں تحقیق کر لیا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی گروہ کو نقصان پہنچا دو اور پھر تم اپنے کئے پر پشیمان ہو۔ (القرآن، ۴۹:۶)

کیا تمام صحابہ عادل اور سچے تھے؟

شیعہ ان تمام اصحاب رسولؐ کو مانتے ہیں جو رسول اللہؐ کی تعلیمات پر آپ کی زندگی میں اور آپ کی رحلت کے بعد بھی قائم رہے۔ اس کے برعکس نظریہ اہلسنت کے مطابق جن لوگوں نے رسولؐ کو چند لمحوں کے لئے بھی دیکھا ہے، وہ بھی صحابی ہیں اور بالائے تنقید ہیں۔ حالانکہ اس نظرے کو قرآن اور تاریخی واقعات سے ثابت نہیں کیا جا سکتا اور یہ نظریہ دونوں گروہ کے مابین وجہ اختلاف ہے۔

صحابی کی تعریف:

مشہور سنی عالم ابن حجر العسقلانی نے صحابی کی تعریف ایسے بیان کی ہے کہ وہ شخص جس نے اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اللہؐ سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور مرتے وقت تک دین

اسلام پر قائم رہا۔ابن حجر نے مندرجہ ذیل شرائط کو پورا کرنے والے کو بھی صحابی شمار کیا ہے۔
وہ تمام لوگ جنہوں نے پیغمبرؐ سے ملاقات کی چاہے ملاقات کا دورانیہ طویل ہو یا مختصر۔
جنہوں نے رسول سے روایات کی ہوں اور جنہوں نے نہ کی ہوں۔جنہوں نے رسول اللہؐ کے ساتھ جنگ کی ہو اور جنہوں نے نہ کی ہوں۔جنہوں نے رسول اللہؐ کی خالی ایک جھلک دیکھی ہو لیکن آپ کی محفل میں شریک نہ ہوئے ہوں۔اور ہو بھی جنہوں نے رسول اللہؐ کو کسی مجبوری مثلاً نابینائی کی بدولت نہ دیکھا ہو۔

(ابن حجر العسقلانی, العصابہ فی تمیز الصحابہ بیروت ج۱، ص۱۰)

کیا تمام صحابہ عادل اور راست گو تھے؟

اہل سنت اس مسئلے پر متفق ہیں کہ تمام صحابہ عادل قابل اعتماد اور امت میں سے سے افضل تھے۔کئی سنی علماء نے اس عقیدے کا اظہار کیا ہے جن میں درج ذیل شامل ہیں:

ابن حجر العسقلانی, الاصابہ فی تمیز الصحابہ, مصر, ج۱، ص ۲۲۔ ۱۷
ابن ابی حاتم الرازی, الجرح والتعدیل, حیدر آباد, ج۱، ص۹۔ ۷
ابن الاثیر, اسد الغابہ فی معرفت الصحابہ, ج۱ ص۳۔ ۲

مگر ناقابل تردید ثبوت کی روشنی میں یہ عقیدہ قبول کرنا مشکل ہو جاتا ہے مثلاً یہ واقعہ ملاحظہ فرمائیں:
زبیر نے مجھ سے بیان کیا کہ ان کا اصحاب بدر میں شامل ایک انصاری سے رسول اللہؐ کے سامنے ایک چشمے کے متعلق اختلاف ہو گیا، جو آبیاری کے کام میں آتا تھا۔اللہ کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا: اے زبیر۔ پہلے اپنے باغ میں پانی دو اور پھر اپنے ہمسائے کی طرف بہنے دو۔ اس پر انصاری کو غصہ آیا اور کہنے لگا، یا رسول اللہؐ! کیا یہ ترجیح اس لئے ہے کہ یہ زبیر آپ کے

چچازاد بھائی ہیں؟ یہ سن کر رسولؐ کا چہرہ، انور بوجہ جلال متغیر ہوگیا اور آپؐ نے زبیر سے فرمایا اپنے باغ کی آبیاری کرو اور پھر پانی کو روک لو، کہ دیواروں تک پہنچ جائے۔ اس سے پیشتر رسول خداؐ نے فراخدالانہ فیصلہ دیا جس سے اس انصاری اور زبیر دونوں کو فائدہ ہو، مگر جب انصاری نے رسولؐ کو ناراض کیا تو آپ نے حسب قانون زبیر کو اس کا پورا حق دے دیا۔ زبیر کا کہنا تھا کہ بخدا یہ آیت اسی فیصلے کے سلسلے میں نازل ہوئی: آپ کے پروردگار کی قسم! وہ مومن نہیں ہوسکتے مگر یہ کہ وہ اپنے اختلافات میں آپ کو حکم اور فیصلہ کرنے والا مانیں اور پھر آپ کے فیصلے پر دل میں کوئی ناراضگی محسوس نہ کریں اور اسے مکمل طور پر تسلیم کرلیں۔

(القرآن:۴:۶۵) صحیح البخاری، انگریزی ترجمہ، ج۳ ک۴۹، ش۸۷۱)

عقیدہ اہل سنت کے مطابق یہ صحابی بالائے تنقید ہے اور مسائل سنت میں معتبر ہے اور اس کی مثال ایک بہترین نمونہ ہے، باوجود یہ کہ اس صحابی نے نہ صرف رسولؐ کے فیصلے کو تسلیم نہیں کیا بلکہ اپنے رویے سے آپؐ کو ناراض بھی کیا، جس کی وجہ سے آیات قرآنی کا نزول ہوا۔ بدقسمتی سے تاریخ اسلام ایسی کئی شخصیات سے بھری پڑی ہے جنہیں شرائط اہل سنت کے مطابق صحابی کہا جاتا ہے حالانکہ وصال رسولؐ سے قبل یا بعد میں یا دونوں ادوار میں وہ غیر اسلامی حرکات کے مرتکب ہوئے۔

الولید بن عقبہ:

کیا وہ شخص جو صاحب ایمان ہو، اس شخص کی طرح ہے جو فاسق ہے؟ نہیں یہ دونوں کبھی برابر

نہیں ہو سکتے۔(القرآن، ۱۸:۳۲)

نامور مفسرین اہلسنت کا کہنا ہے کہ اس آیۃ مبارکہ کے نزول کی وجہ ایک واقعہ تھا اور اس آیت میں صاحب ایمان سے مراد امام علی ابن ابیطالبؑ ہیں اور لفظ فاسق ایک صحابی کے لئے استعمال ہوا ہے جس کا نام ولید بن عقبہ تھا۔

القرطبی، تفسیر (مصر، ۱۹۴۷)، ج ۱۴، ص ۱۰۵

الطبری، تفسیر جامع البیان، مندرجہ بالا آیت کی تفسیر۔

الواحد، اسباب النزول، (دار الدیانفی تراث ایڈیشن)، ص ۲۹۱

ہماری نظر سے یہ آیۃ مبارکہ ابھی گزری ہے، جس میں مومنین کو تاکید کی گئی ہے کہ بلا تحقیق کسی فاسق کی خبر پر یقین نہ کریں۔ اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو۔ اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کے بارے میں تحقیق کر لیا کرو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی گروہ کو نقصان پہنچ دو اور پھر تم اپنے کئے پر پشیمان ہو۔ (القرآن، ۴۹:۶) ایک دلچسپ بات یہ کہ اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں اسی ولید سے متعلق ایک اور واقعہ پتہ چلتا ہے جس میں اسے کے کسی معاملے میں جھوٹ بولنے پر اس آیت کا نزول ہوا اور اس کو فاسق قرار دیا گیا۔

ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، (بیروت، ۱۹۸۷)، ج ۴ ص ۲۲۴۔ القرطبی، تفسیر (مصر، ۱۹۴۷)، ج ۱۶، ص ۳۱۱

السیوطی والمحلی، تفسیر الجلالین، (مصر، ۱۹۲۴)، ج ۱، ص ۱۸۵

ابو امینہ بلال فلپس، تفسیر السورۃ الحجرات، (ریاض)، ص ۶۳۔ ۲۶

جیسا کہ ابو امینہ بلال فلپس نے کہا نہایت احتیاط ضروری ہے جب خبر دینے والے وہ لوگ ہوں جن کا کردار مشکوک ہو، یا جن کی ایمانداری ثابت نہ ہوئی ہو، یا جن کی گناہگاری مشہور

ہو۔مگر اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ اہلسنت کی کتب ہائے احادیث میں اس ولید بن عقبہ سے روایت کردہ احادیث موجود ہیں!!

ابو داود، سنن، (۱۹۷۳) کتاب الترجل، باب فی الخلوق الرجال، ج ۴، ص ۴۰۴، ش ۴۱۸۱

احمد ابن حنبل، المسند، اول مسند المدنین اجمعین، ش ۱۵۷۸۴

ولید کی مکاری دورِ نبوی کے بعد بھی جاری رہی خلیفہ سوئم حضرت عثمان کے زمانے میں اس کو کوفہ کا گورنر بنادیا گیا جہاں اس کی شرارت جاری رہی، ایک دفعہ اس نے نشے کے عالم میں نماز کے امامت کرتے ہوئے نماز فجر کی دو کے بجائے چار رکعات پڑھادیں، جس کے بعد، بحکم حضرت عثمان اس کو سزا دی گئی، یہ واقعہ مندرجہ ذیل کے علاوہ اور بھی کئی بے شمار کتابوں میں ملتا ہے۔

صحیح البخاری، انگریزی ترجمہ) ج ۵، ک ۵۷، ش ۴۵، ج ۵، ک ۵۸، ش ۲۱۲

الطبرسی، انگریزی، ترجمہ)، ج ۱۵، ص ۱۲۰

سنی فقہاء اس فاسق صحابی ولید کی مثال کو بطور دلیل استعمال کرتے ہوئے ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز قرار دیتے ہیں جو کھلم کھلا گناہگار رہو!!

علی الفاری الهروی الحفی، شرح فقه الاکبر،

بذیل عنوان نیک یا گنہگار شخص کے پیچھے نماز کی اجازت ہے۔

ابن تیمیه، مجمع فتاوی، اریاض، ۱۳۸۱)، ج ۳، ص ۲۸۱

مگر ماضی کو کریدنے سے کیا فائدہ:

ہمارا ولید جیسے نام نہاد صحابہ کے کرتوت پیش کرنے سے یہ مقصد ہرگز نہیں کہ کسی کی خواہ مخواہ

غیبت اور عیب کشائی کی جائے، بلکہ مسلمانوں کو بہت احتیاط اور تحقیق کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے مذہبی عقائد اور سنت رسول کے بارے میں خبریں اور علم کن ذرائع سے حاصل کرتے ہیں۔ اس کا فیصلہ اسی طرح کیا جا سکتا ہے کہ اصحاب رسولؐ کی زندگی کا بغور معائنہ کیا جائے کیونکہ ان کے اعمال ہی سے ان کے با کردار اور معتبر ہونے کا پتہ چل سکتا ہے۔ اس سلسلے میں رسول اکرمؐ نے ہمیں پہلے ہی خبردار کر دیا ہے: میں تم سب سے پہلے حوض پر پہنچوں گا، اور جو میرے پاس سے گزرے گا وہ ایسا سیرا ہوگا کہ کبھی تشنگی نہ محسوس کرے گا۔ میرے پاس کچھ لوگ آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے مگر ان کو مجھ سے جدا کر دیا جائے گا۔ میں پکاروں گا میرے اصحاب! ایک جوابی ندا آئے گی کہ آپ کو نہیں معلوم کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ تو پھر میں کہوں گا کہ دور کر دو ان کو جو میرے بعد بدل گئے۔

(صحیح البخاری، انگریزی ترجمہ، ج۸، ك ۷٦، ش ۵۸۵)

اصحاب رسولؐ کے بارے میں شیعوں کا نظریہ:

تمام شیعہ رسولؐ کے مخلص اصحاب سے محبت کرتے ہیں جن کی قرآن میں تعریف کی گئی اور جس تعریف کے اہل ولید بن عقبہ جیسے لوگ نہیں ہو سکتے جو سنی عقیدے کے مطابق صحابی مشہور ہونے کے باوجود حدیث او ر سنت رسول کے معتبر راوی یا قابل تقلید نمونہ نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا شیعہ تمام اصحاب کے یکساں معتبر ہونے پر یقین نہیں رکھتے بلکہ ہر صحابی کی سوانح حیات کی جانچ پڑتال کر کے یہ معلوم کرنے کی جستجو کرتے ہیں کہ کس حد تک پیغام نبوی کی پابندی کی۔ بلاشبہ ایسے بے شمار نیک صحابی ہیں جن میں عمار، مقداد، سلمان، ابوذر، جابر اور ابن عباس جیسے اور اصحاب شامل ہیں۔ آخر میں ہم چوتھے امام زین العابدینؑ کی دعا میں

سے کچھ حصہ بیان کرنا چاہیں گے، جو آپ نے اصحاب رسولؐ کے حق میں فرمائی:

بارالہا! خصوصیت سے اصحاب محمدؐ میں سے وہ افراد جنہوں نے پوری طرح پیغمبرؐ کا ساتھ دیا اور ان کی نصرت میں پوری شجاعت کا مظاہرہ کیا اور ان کی مدد پر کمر بستہ رہے اور ان پر ایمان لائے میں جلدی اوران کی دعوت کی طرف سبقت کی اور جب پیغمبرؐ نے اپنی رسالت کی دلیلیں ان کے گوش گذار کیں تو انہوں نے لبیک کہی اور ان کا بول بالا کرنے کے لئے بیوی بچوں کو چھوڑ دیا اور امر نبوت کے استحکام کے لئے باپ اور بیٹوں تک سے جنگیں کیں اور نبی اکرمؐ کے وجود کی برکت سے کامیابی حاصل کی، اس حالت میں کہ ان کی محبت دل کے ہر رگ وریشہ میں لئے ہونے تھے اور ان کی محبت ودوستی میں ایسی نفع بخش تجارت کی متوقع تھے جس میں کبھی نقصان نہ ہو اور جب ان کے دین کے بندھن سے وابستہ ہوئے تو ان کے قوم قبیلے نے انہیں چھوڑ دیا اور جب ان کے سایہ قرب میں منزل کی تو اپنے بیگانے ہو گئے۔ تو اے میرے معبود! انہوں نے تیری خاطر اور تیری راہ میں جو سب کو چھوڑ دیا تو جزا کے موقع پر انہیں فراموش نہ کرنا اور ان کی فداکاری اور خلق خدا کو تیرے دین پر جمع کرنے اور رسولؐ کے ساتھ داعی حق بن کر کھڑے ہونے کے صلے میں انہیں اپنی خوشنودی سے سرفراز وشادکام فرما۔

(صحیفہ الکاملہ، انگریزی، ترجمہ۔ لندن ۱۹۸۸)، ص ۲۷)

دین حق کے بارے میں جاننے کے لئے مزید دیکھیے:

http://al-islam.org/faq

اے پیغمبرؐ، جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے، اسے کامل طور سے (لوگوں تک) پہنچادو۔اوراگرتم نے (ایسا) نہ کیا تو گویا تم نے اس کا (کوئی) کارِرسالت سرانجام ہی نہیں دیا۔اورخداوندِ تعالیٰ تمہیں لوگوں سے محفوظ رکھے گا۔

(القرآن سورہ۵،آیت۶۷)

کیارسول اللہؐ نے کوئی جانشین مقررفرمایا تھا؟

شیعہ حضرات یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس آیۃ مبارکہ میں جس اعلان کا ذکرفرمایا گیا ہے، اس کی تکمیل رسول اللہؐ نے امام علیؑ ابن ابی طالب کو بروز غدیرخم اپنا جانشین مقررفرما کرانجام دی۔

روزِ غدیر کیا ہوا تھا؟

غدیرخم مکہ سے چندمیل کے فاصلے پر، مدینہ جانے والے راستے پرایک مقام ہے۔ حجۃ الوداع سے واپسی پر بروز ۱۸ ذی الحج (۱۰مارچ) جب رسول اللہ اس مقام سے گزر رہے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی: اے پیغمبرؐ جو کچھ تیرے پروردگار کی طرف سے تجھ پر نازل ہوا ہے، اسے کامل طور سے لوگوں تک پہنچادو۔۔آپؐ وہاں رک گئے اوران تمام حاجیوں سے خطاب کرنے کا ارادہ فرمایا، جو مکہ سے آپؐ کے ہمراہ تھے اوراس مقام سے اپنی اپنی منازل کی طرف جانے کے لئے الگ ہونے والے تھے۔آپؐ کی ہدایات کے مطابق درختوں کی

شاخوں سے ایک خصوصی منبر تیار کیا گیا۔ بعد از نماز ظہر، سرور کائنات منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اپنے وصال سے بین ماہ قبل عوام الناس کے سب سے بڑے اجتماع سے مخاطب ہوئے۔

اس خطبہ کا ایک اہم لمحہ وہ تھا جب نبی اکرمؐ نے امام علیؑ کا ہاتھ تھام کر لوگوں سے پوچھا، کہ کیا آپؐ تمام مومنین پر ان کے نفسوں سے زیادہ حق نہیں رکھتے؟ مجمع نے یک زبان ہو کر تسلیم کیا، کہ بلاشبہ ایسا ہی ہے یارسول اللہؐ! آپؐ نے پھر اعلان فرمایا: جس کا میں مولا (ولی) ہوں، علیؑ بھی اس کے مولا ہیں۔ پروردگار دوست رکھ اس کو جو علیؑ کو دوست رکھے، دشمن رکھ اس کو جو علیؑ کا دشمن ہو! جیسے ہی پیغمبرؐ اپنے خطاب سے فارغ ہوئے، قرآن کی یہ آیت نازل ہوئی: آج کے روز میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور اسلام کو تمہارے لئے دین کے طور پر قبول کر لیا۔ (القرآن: سورہ ۵ آیت ۳)

اس کے بعد رسولؐ نے ہر ایک کو علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی اور مبارکباد دینے کی ہدایت فرمائی۔ ان لوگوں میں حضرت عمر بن خطاب بھی شامل تھے جنہوں نے کہا: مرحبا اے ابن ابی طالبؑ آج سے آپ تمام مومنین اور مومنات کے مولا قرار پائے!

ایک عرب سے واقعہ غدیر خم سن کر رہا نہ گیا اور رسولؐ سے آ کر کہنے لگا: آپؐ نے ہم کو حکم دیا کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے اور آپ اللہ کے رسولؐ ہیں۔ ہم نے آپؐ کے حکم کی تعمیل کی۔ آپؐ نے دن میں پانچ وقت کی نماز ادا کرنے کے لئے کہا۔ ہم نے آپؐ کی اطاعت کی۔ آپؐ نے ماہ رمضان میں روزے کی تلقین کی۔ ہم نے آپؐ کی اطاعت کی۔ آپؐ حج کے لئے مکہ جانے کو کہا اور ہم نے مان لیا۔ مگر آپؐ اس سب پر بھی مطمئن اور اب اپنے

چچازاد بھائی کو اپنے ہاتھ سے بلند کر کے ہم پر مولا بنا کر مسلط کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر کہ جس کا میں مولا، اس کا علیؑ مولا!! یہ نیا حکم آپؐ کی طرف سے ہے یا اللہ کی طرف سے؟ رسولؐ نے جواب دیا۔ اس اللہ کی قسم جو معبود واحد ہے۔ یہ اللہ جل جلالہ کی طرف سے ہے۔

یہ جواب سن کر وہ آدمی پلٹا اور اپنی اونٹی کی طرف چلتے ہوئے کہنے لگا: اے پروردگار! اگر محمدؐ نے جو کہا ہے وہ حق ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر برسا اور شدید تکلیف اور عذاب میں مبتلا کر۔ وہ اپنی اونٹی تک نہیں پہنچ پایا کہ اللہ نے آسمان سے پتھر نازل کیا جو اس کے سر کو چیرتا ہوا اس کے جسم میں اتر گیا اور وہ وہیں ہلاک ہو گیا۔ اس موقعے پر، اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں:

"ایک سوال کرنے والے نے عذاب کا سوال کیا جو واقع ہو گیا۔ یہ عذاب منکرین کے لئے ہے اور کوئی شخص اسے دفع نہیں کر سکتا۔ یہ ذی المعارج اللہ کی طرف سے ہے"

(القرآن سورۃ ۷۰، آیت ۳-۱)

کیا علمائے اہلسنتؑ اس واقعے کو مستند گردانتے ہیں؟

اہلسنت کے جن معتبرین نے اس واقعے کو مختصراً اور تفصیلاً روایت کیا ہے، انکی تعداد حیرت انگیز ہے! پہلی صدی ہجری سے لے کر چودھویں تک ساتویں صدی عیسوی سے بیسویں صدی تک ۱۱۰ صحابہ کرام، ۸۴ تابعین اور عالم اسلام کے سینکڑوں علماء نے اس واقعہ کی روایت کی ہے۔

یہ اعداد وشمار فقط ان راوین کے ہیں جنکی روایات علمائے اہلسنت کے پاس محفوظ ہیں۔

ان کثیر ذرائع میں سے چند ایک کا مختصر انتخاب ذیل میں دیا گیا ہے۔ ان میں سے اکثر علماء نہ صرف رسولؐ کے اس تاریخی اعلان کو نقل کرتے ہیں بلکہ اس کو مستند سمجھتے ہیں:

الحاکم النیشاپوری، المستدرك علی الصحیحین،(بیروت) ج۳، ص۱۱۰۔ ۱۰۹، ۱۳۳،۱۴۸،۵۳۳
نے واضح طور پر اس حدیث کو البخاری اور مسلم کے معیار صحیح قرار دیا ھے۔
الذھبی نے اس کی تصدیق کی ھے۔
الترمذی، سنن، (مصر) ج۵، ص۶۳۳
ابن ماجه، سنن مصر، ۱۹۵۲)، ج۱، ص۴۵
ابن حجر العسقلانی، فتح الباری بی شرح صحیح البخاری، (بیروت ۱۹۸۸) ج۷، ص۶۱
العینی، عمدہ القاری شرح صحیح البخاری، ج۸، ص۵۸۴
ابن الاثیر، جامع الاصول، ۲۲۷۱، نمبر ۶۵
جلال الدین السیوطی، الدر المنثور، ج۲، ص۲۹۸، ۲۵۹
فخر الدین الرازی تفسیر الکبیر، (بیروت ۱۹۸۱) ج۱۱، ص۵۳
ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، (بیروت) ج۲، ص۱۴
الراحدی، اسباب النزول، ص۱۶۴
ابن الاثیر، اسد الغابة فی معرفة الصحابة، (مصر) ج۳، ص ۹۲
ابن حجر العسقلانی، تہذیب التھذیب، (حیدر آباد ۱۳۲۵)، ج۷، ص۳۳۹
ابن کثیر، البدایه والنهایه، (مصر ۱۹۳۲)، ج۷، ص۳۴۰، ج۵، ص۲۱۳
الطحاوی، مشکل الاثار، (حیدر آباد ۱۹۱۵)، ج۲، ص۳۰۸۔۳۰۹
نور الدین الحلبی الشافعی، السیرۃ الحلبیه، ج۳، ص۳۳۷
الزرقانی، شرح المواھب اللدنیة، ج۷، ص۱۳

لیکن کیا لفظ مولیٰ کے معنی دوست نہیں؟

باوجود اس کے کہ ہر زمانے میں اور ہر نکتہ، نظر سے تعلق رکھنے والے علمائے اہلسنت کی ایک کثیر تعداد نے اس واقعے اور رسول اللہؐ کے تاریخی الفاظ کی تصدیق کی ہے، ان کے لئے اس

واقعے اور ان حالات میں توافق پیدا کرنے بہت مشکل ہے، جو بعداز وصال رسولؐ رونما ہوئے۔ ان حالات کی تفصیل بیان کرنا، اس مختصر تحریر کی گنجائش سے باہر ہے، لیکن یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ کئی علماء نے یہ دعویٰ کیا کہ رسول کا مقصد محض علیؑ کو مسلمانوں کا دوست اور مددگار قرار دینا تھا!

مگر اس واقعہ کے کئی پہلو ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی اہمیت محض دوستی کے اعلان سے کہیں زیادہ تھی، مختلف آیات قرآن کا نزول مسلمانوں کا ایک بڑا اجتماع، حیات نبوی کا دور آخر، لوگوں کا پیغمبرؐ کا حق اور برتری بحیثیت صاحب الامر) تسلیم کرنا، اعلان کے بعد امام علیؑ کے ہاتھ پر بیعت، بعد ازاں عمر بن خطاب کی تہنیت ومبارکباد، اور اس کے علاوہ کئی پہلو، جنہیں بوجہ اختصار ان سطور میں بیان کرنا ممکن نہیں ان سب سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے، کہ یہ جانشین پیغمبرؐ مقرر کرنے کی تقریب تھی۔ یہ بھی واضح ہے کہ دور نبوی کے بعد لفظ مولا مکمل حاکمیت اور ولایت کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا۔ جس میں ظاہری حکومت بھی شامل ہے۔

حرف آخر:

اگر ابھی بھی اس اعلان کی تاریخی اہمیت اور اس کو چھپانے کے لئے چند عناصر کی کوششوں میں کوئی شبہ باقی ہو تو درج ذیل کو بطور حرف آخر پیش کیا جارہا ہے۔ واقعہ غدیر خم کے عرصہ دراز بعد، جب امام علیؑ نے اپنے دورِ خلافت میں صحابی رسولؐ انس ابن مالک سے فرمایا: تم کیوں

نہیں کھڑے ہوکر اس کی گواہی و تصدیق کرتے، جو روزِ غدیر تم نے رسول اللہؐ سے سنا تھا؟ تو انس نے جواب دیا۔ یا امیر المومنینؑ! میں ضعیف ہو گیا ہوں، اور مجھے یاد نہیں۔ اس پر علیؑ نے کہا اگر تم دانستہ حق پر پردہ پوشی کر رہے ہو تو اللہ تمہارے چہرے کو سفید دھبے (برص) سے داغ دے، جو تمہارے عمامے سے بھی نہ چھپے۔ انس کے چہرے پر اس جگہ سے اٹھنے سے قبل ہی سفید داغ نمایاں تھا۔

ابن قتیبۃ الدینوری، کتاب المعارف، (مصر ۱۳۵۳ھ)، ص ۲۵۱
احمد ابن حنبل المسند، ج ۱، ص ۱۱۹
ابو نعیم الاصفہانی، حلیۃ الاولیا، (بیروت ۱۹۸۸)، ج ۵، ص ۲۷
نور الدین الحلبی الشافعی، السیرۃ الحلبیہ، ج ۳، ص ۳۳۶
المتقی الھندی، کنز العمال (حلب ۸۴-۱۹۶۹)، ج ۱۳، ص ۱۳۱

واقع غدیر خم کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے دیکھیں:

http://www.al-islam.org/ghadir/

سب مل جل کر اللہ کر رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ۔(القرآن، ۳:۱۰۳)

آخر شیعہ کیوں؟؟

لفظ شیعہ ایک نام ہے جو وہ مسلمان استعمال کرتے ہیں جو اہل بیتؑ رسولؐ میں شامل آئمہ پر ایمان رکھتے ہیں۔اس کے استعمال کا مقصد فرقہ بندی یا مسلمانوں میں نااتفاقی پھیلانا نہیں ہے بلکہ اس کے استعمال کی وجہ یہ ہے کہ یہ لفظ قرآن مجید میں ہے، سید الانبیاؐ نے یہ لفظ استعمال فرمایا، اور اولین مسلمانوں نے یہ لفظ اس وقت استعمال کیا جب سنی اور سلفی جیسے (جدید) الفاظ ایجاد نہیں ہوئے تھے۔

شیعہ قرآن میں:

لفظ شیعہ کے معنی ہیں پیروکار یا کسی گروہ کے ارکان۔اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے کچھ نیک بندوں کا ذکر فرمایا ہے جو دوسرے نیک بندوں کے شیعہ تھے۔

اور ابراہیمؑ اس (نوح) کے شیعوں میں سے تھا۔(القرآن ۸۳۔۳۷)

اور وہ موسیٰ ایسے وقت جب اہل شہر غافل تھے شہر میں داخل ہوا تو ناگہاں اس نے دو آدمیوں کو دیکھا جو باہم لڑ رہے تھے۔ان میں ایک اس کے شیعوں میں سے تھا اور دوسرا اس کے دشمنوں سے تھا۔ان میں سے ایک نے جو اس کا شیعہ تھا، دشمن کے مقابلے میں اسے سے امداد طلب کی۔(القرآن ۲۸:۱۵)

لہذا لفظ شیعہ ایک با قاعدہ نام ہے اور پروردگار نے اس نام سے اپنے ہر گزیدہ عالی مرتبہ پیغمبرؐ اور ان کے نیک پیروکاروں کو قرآن میں یاد فرمایا۔ کسی کے شیعہ ہونے میں کوئی حرج نہیں اگر وہ خدا کے نیک بندوں کا شیعہ پیروکار رہے۔ لیکن اگر کوئی خدا کے نافرمان یا کسی ظالم کا شیعہ ہو جائے تو اس کا انجام اس ظالم کے جیسا ہوگا جس کی وہ پیروی کرتا ہے۔ قرآن میں ہے کہ روزِ حشر، لوگوں کے گروہ آئیں گے اور ہر گروہ کے آگے ان امام رہبر ہوگا۔

(یاد کرو) وہ دن جب ہر گروہ کو ہم اس کے امام کے ساتھ پکاریں گے۔ (القرآن ۱۷:۷۱)

قیامت کے روز ہر شیعوں کے گرہ کا انجام اس امام کے انجام سے وابستہ ہوگا جس کی وہ عملاً پیروی کرتے تھے۔ پروردگار نے قرآن میں دو طرح کے اماموں کا ذکر فرمایا:

اور ہم نے ان کو ایسے امام قرار دیا جو جہنم کی آگ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور قیامت کے دن ان کی مدد نہ کی جائے گی۔ اور ہم نے اس دنیا میں ان کے پیچھے لعنت لگا دی ہے اور قیامت کے روز وہ بدحالوں میں سے ہونگے۔ (القرآن ۴۱۔۴۲:۲۸)

دوسری طرف قرآن میں ایسے آئمہ کا ذکر ہے جن کو اللہ نے انسانیت کے لئے رہبر و پیشوا مقرر فرمایا:

اور ان میں سے ہم نے امام منتخب کئے جو ہمارے حکم سے لوگوں کی ہدایت کرتے تھے اس بنا پر کہ انہوں نے صبر کیا اور ہمارے آیات پر یقین رکھتے تھے (القرآن ۲۴:۳۲)

یقیناً ان اماموں کے سچے پیروکار ہی روز قیامت کامیاب ہوں گے۔

شیعہ حدیث میں:

تاریخ اسلام میں لفظ شیعہ بالخصوص امام علیؑ کے پیروکار اور ساتھیوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ یہ لفظ بعد میں ایجاد نہیں ہوا بلکہ اس کا استعمال کرنے والی سب سے پہلی ہستی پیغمبر اسلامؐ کی ذات گرامی ہے۔ جب قرآن کی یہ آیۃ مبارکہ نازل ہوئی۔

وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے اعمال صالح انجام دیئے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہیں (القرآن ۹۸:۷)

تو رسول اللہ نے علیؑ سے فرمایا: یہ تم اور تمہارے شیعوں کے لئے ہے، آپؐ نے مزید ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، قیامت کے دن یہ (علیؑ) اور اس کے شیعہ نجات یافتہ ہوں گے۔

جلال الدین السیوطی، تفسیر الدر المنثور، (مصر) ج۶، ص۳۷۹

ابن جریر الطبری، تفسیر جامع البیان، (مصر ۹ ج ۳۳، ص ۱۴۶

ابن عساکر، تاریخ دمشق، ج۲، ص ۳۷۱، ۳۳۳

ابن حجر الھیثمی، الصواعق المحرقۃ، مصر، باب ۱۱، حصہ اول، ص ۲۴۷ - ۲۴۶

رسول اللہؐ نے فرمایا: اے علیؑ تم اور تمہارے شیعہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے ایسے آئیں گے کہ وہ اللہ سے اور اللہ ان سے راضی ہوگا اور تمہارے دشمن مغضوب اور اکڑی گردنیں لئے آئیں گے۔

ابن الاثیر، النھایۃ فی غریب الحدیث، (بیروت، ۱۳۹۹) ج۴، ص ۱۰۶

الطبرانی، المعجم الکبیر، ج۱، ص ۳۱۹

الھیثمی، مجمع الزوائد، ج۹، نمبر ۱۴۱۶۸

رسول اللہؐ نے فرمایا: اے علیؑ خوش ہو کہ یقیناً تم اور تمہارے شیعہ بہشت میں ہوں گے۔

احمد ابن حنبل، فضائل الصحابہ (بیروت)، ج۲، ص ۶۵۵

ابو نعیم الاصفھانی، حلیۃ الاولیا، ج۴، ص ۳۲۹

الخطیب البغدادی، تاریخ بغداد، (بیروت) ج۱۲، ص۲۸۹

الطبرانی، المعجم الکبیر، ج۱، ص۳۱۹

الھیثمی، مجمع الزوائد، ج۱۰، ص۲۲ ۔ ۲۱

ابن عساکر، تاریخ دمشق، ج۴۲، ص۳۳۱،۳۳۲

ابن حجر الھیثمی، الصواعق المحرقۃ (مصر)، باب۱۱، حصہ اول، ۲۴۷

لیکن پیغمبرؐ فرقہ بندی کے الفاظ کیسے استعمال کر سکتے ہیں؟؟

کیا خلیل اللہ حضرت ابرہیمؑ تفرقہ پسند تھے؟ کیا حضرت نوح اور حضرت موسیٰؑ کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے اگر لفظ شیعہ فرقہ بندی اور انتشار پھیلائے والا ہوتا، تو نہ تو اللہ اپنے برگزیدہ پیغمبروںؑ کے لئے یہ لفظ استعمال کرتا اور نہ ہی حضرت محمد مصطفیٰؐ شیعوں کی تعریف فرماتے۔ اس بات پر خصوصاً غور کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ پیغمبر اسلامؐ کا مقصد مسلمانوں کو فرقوں میں تقسیم کرنا نہیں تھا۔ آپؐ نے اپنی حیات میں اپنے نائب کی حیثیت سے لوگوں کو حضرت علیؑ کی اطاعت کی تلقین فرمائی، اور اپنے بعد اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا: بدقسمتی سے آپؐ کی ہدایات پر عمل پیرا ہونے والوں کی تعداد بہت کم تھی اور یہ فرمانبردار شیعیان علیؑ کے نام سے پکارے گئے۔ اس گروہ کو ناانصافی اور تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور رحمت اللعالمینؐ کے بعد یہ تکلیف اور ظلم سہتے رہے۔ اگر سارے مسلمانوں نے رسولؐ کے فرمان کی اطاعت کی ہوتی تو آج اسلام میں کوئی فرقہ یا گروہ نہیں ہوتا۔ ایک حدیث میں پیغمبرؐ نے فرمایا:

میرے بعد بہت جلد ہی تم لوگوں میں نفرت اور فتنہ سر اٹھائے گا۔ جب ایسا وقت آئے تو جا کر علیؑ کو ڈھونڈنا کیونکہ علیؑ حق کو باطل سے جدا کر سکتا ہے۔

(علی متقی الھندی، کنز الاعمال، (ملتان)، ج۲، ص۶۱۲، نمبر ۳۲۹۶۴

ابتدا میں قرآن کی جو آیت پیش کی گئی اس کے بارے میں علمائے اہل سنت نے اہل بیتؑ نبوت کے آئمہ میں سے چھٹے امام، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے، ہم اللہ کی وہ رسی ہیں جن کے لئے اللہ نے ارشاد فرمایا: سب مل جل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ۔ (القرآن، ۳:۱۰۳)

الثعلبی، التفسیر الکبیر، سورة ۳، آیت ۱۰۳ کی تفسیر کے ذیل میں:

ابن حجر الهیثمی، الصواعق المحرقة، (مصر) باب ۱۱، حصہ اول، ص ۲۳۳

لہذا اگر اللہ نے فرقہ بندی کی مذمت کی ہے، تو مذمت ان لوگوں کو کی گئی ہے جو اللہ کی رسی سے جدا ہو گئے، ان لوگوں کو نہیں جنہوں نے اسے مضبوطی سے تھامے رکھا۔

نتیجتاً واضح ہے کہ لفظ شیعہ قرآن میں پروردگار کے عالیٰ مرتبہ بندوں اور احادیث نبویؐ میں حضرت علیؑ کے ساتھیوں کے لئے استعمال ہوا۔ اللہ اور اس کے رسولؐ کے مقرر کردہ امامؑ کی پیروی کرنے والے مذہب میں کسی بھی نا اتفاقی سے محفوظ ہیں اور بہشت کی خوشخبری حاصل کرنے والے اللہ کی رسی کو تھامے ہوئے ہیں۔

دین حق کے بارے میں مزید جاننے کے لئے دیکھئے:

http://www.al-islam.org/faq

ISLAMICMOBILITY.COM
IN THE AGE OF INFORMATION
IGNORANCE IS A CHOICE

"Wisdom is the lost property of the Believer,

let him claim it wherever he finds it"

Imam Ali (as)